RNI No. APURD/2010/35312
ISSN 2231-5551

سہ ماہی

دبستان

خصوصی شمارہ

ادارہ دبستان کے سرپرست

یوسف صفی

کی یاد میں

۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار سید یوسف صفی

RNI No. APURD/2010/35312
ISSN 2231-5551

دبستان

Dabistan Quarterly

Vol.10/Issue:1-to-4/Apr.19-Mar.20

جلد: ۱۰ | شمارہ: ۱-تا-۴ | اپریل ۱۹ء - مارچ ۲۰ء

زرتعاون: فی شمارہ سو روپے | ۱۰۰ روپے

بذریعہ ڈاک' چار شمارے | ۵۰۰ روپے

ہر شمارہ رجسٹر ڈاک سے ارسال کیا جاتا ہے

تاحیات رکنیت =/10,000 ₹

نگران قاسم علی خان

طابع' ناشر افتخار جمال

معاونین اہل قلم' قارئین

رابطہ

Dr. Iqbal Khusro Qadri
Editor, Dabistan Quarterly
77-106-2, Ahmadiya Nagar
Rama Raju Palle (Village)
Y.V.University (P.O)
KADAPA-516005 (A.P)
dabistankadapa@gmail.com

خصوصی شمارہ

ادارہ دبستان کے سرپرست

یوسف صفی

کی یاد میں

مشیر قانونی | معین الدین شیخ

ایڈوکیٹ' آندھرا پردیش ہائی کورٹ' وجے واڑہ

مشمولات سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں

تجسیم' تزئین | دبستان فاؤنڈیشن' کڈپہ

Owned, Printed & Published By: Syed Iftekhar Jamal. Printed at: Kwality Printers,19-579-A,Ahmed Saheb St., Kadapa.Published at: 19-601-1,Hauz St., Kadapa(A.P)
Editor : Dr. Iqbal Khusro Qadri

مدیر
اقبال خسرو قادری

ترتیب

خصوصی شمارہ............

ادارہ دبستان کے سرپرست٬

یوسف صفی

کی یاد میں

ابتدائیہ　　　یوسف صفی

سوغات | یوسف صفی کی نذر

احوال وآثار

ادارہ دبستان	نشانِ منزل	08
قاسم علی خان	یوسف صفی سے ملیے	12
اقبال خسرو قادری	اس تماشا گاہ سود وزیاں میں	20
جعفر امیر	یوسف صفی: میرا دوست	23
سید وصی اللہ بختیاری	صفی صاحب: شخص اور عکس	26
محمد فیض اللہ	یوسف صفی: روز وشب کے آئینے میں	35
عقیل جامد	ایک نظم: صفی کے لیے	49

حلقہ احباب

محمود شاہد	اردو کلچرل لٹریری اسوسی ایشن: ایک تعارف	55

فکـــــــروفـن

راہی فدائی	یوسف صفی کی ڈراما نگاری	59
مظفر شہ میری	دکھ کے پیڑ: محل شاہی سے مقبرہ ہمایون تک	65
وحید کوثر قادری	رائل سیما کا ادبی ڈراما نگار: یوسف صفی	72
م-ن-سعید	خریطہ	78
ستّار ساحر	یوسف صفی: شخص، شاعر اور ڈراما نگار	80
صادقہ نواب سحر	یوسف صفی کی ڈراما نگاری: ایک جائزہ	89
نزہت نوشین	شیر دکن، ٹیپو سلطان: چند تاثرات	95
انور ہادی	یوسف صفی کے ڈراموں میں نسوانی کردار	100

صـــریر | نـگـارشـات: ڈراما، تحقیقی تاثراتی مضامین

دفینہ	110
کڈپہ میں اردو ڈراما	142
چراغ کشتہ	157
یاد کے جھروکوں سے	158
ستّار ساحر کی فکر و نظر	170

نـشـــید | منتخب کلام: غزلیں، نظمیں، گیت، خودکلامی

غزلیں	172
نظمیں	186
گیت	199
خودکلامی	205

ابتدائیہ

منزل کی جستجو انھیں رہتی ہے جو اپنا سفر ختم کرنا چاہتے ہیں: میری تمنا تو سفر ہے! تھکے ہارے بنا، مسلسل سفر! (پدم شری)

نقش آخر؟ نقش آخر تو فن کا جمود ہوتا ہے! اور فن کا جمود، فن کار کی موت کا اعلان! (خواب پتھر میں)

ہر رات میری جھولی میں ایک جسم پھینک جاتی ہے، جسے پہن کر رات بھر بھٹکتا رہتا ہوں! (دفینہ)

میری آنکھوں کی اداسی دیکھ لو !
زندگی کتنی ہے پیاسی، دیکھ لو !

اتفاقاً حق زباں پر آگیا
زندگی بھر کی کمائی کھا گیا
کرچیاں بکھری پڑی ہیں ہر طرف
آئینہ انجام اپنا پا گیا!

یوسف صفی

(آمد: یکم جون ۱۹۴۵ء - رخصت: ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۹ء)

سوغات

ادارہ دبستان کے سرپرست' یوسف صفی کی نذر

سید یوسف صفی

(آمد: یکم جون ۱۹۴۵ء - رخصت: ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۹ء)

صفی صاحب: شخص اور عکس

سید وصی اللہ بختیاری

جنوبی ہند کی ریاست آندھرا پردیش کے علاقہ رائل سیما کے مردم خیز شہر کڈپہ کے وقار میں اضافے کا سبب بننے والی عظیم المرتبت ادبی شخصیات میں سید یوسف صفی (آمد: یکم جون ۱۹۴۵ء- رخصت: ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۹ء) کا نام اہم اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ علم وادب اور شعر وسخن سے ان کی وابستگی اور ربط انتہائی مخلصانہ اور مستحکم رہا۔ اپنی زندگی کی اولین ترجیحات میں انھوں نے زبان، ادب وثقافت اور ادبی ماحول کو نہ صرف شامل رکھا بلکہ سب پر مقدم رکھا۔ ایک جلالت علم وفضل اور رعب وداب ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو رہا۔ اسی طرح شان بے نیازی واستغنا اور وقار وتمکنت ان کے مزاج کا جز ولاینفک بنی رہی۔

سید یوسف صفی صرف شاعر وادیب نہیں تھے، وہ صرف ایک ڈراما نگار بھی نہیں تھے۔ ان کی شخصیت مجموعۂ خوبی وگلدستۂ اوصاف حمیدہ تھی۔ پیکر اخلاق، مجسم شرافت، سراپا شفقت، خلوص کیش، راست باز، صاف گو، جری وبے باک، ادب پرور، ادب نواز ایسی شخصیت تھی جو بے لوثی اور خلوص کے ساتھ سب کے لیے خیر خواہ اور فیض رساں تھی۔

انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی اپنے اصولوں اور اقدار سے سمجھوتا نہیں کیا۔ ان کے ہاں ہر چیز کے لیے خانے بنے ہوئے تھے اور وہ ان حد بندیوں سے کسی طرح متجاوز نہ ہوتے تھے کسی حاشیہ خیال میں بھی اس کی گنجائش نہ تھی کہ وہ اپنے ان اصولوں سے سر موانحراف کر سکیں۔ انھوں نے جو چاہا وہی کیا، جو مناسب سمجھا، اسی پر کاربند رہے۔ بچپن میں شعر وادب کے ساتھ مصوری اور پینٹنگ کا شوق تھا، پھر فوٹو گرافی کا مشغلہ اختیار کیا۔ عملی سیاست میں بھی حصہ لیا اور سماجی وفلاحی کاموں میں سر گرم رہے۔ ادبی وثقافتی سر گرمیاں تو ان کی زندگی میں لازم وملزوم کی حیثیت رکھتی تھیں۔

ان کے مزاج میں عزم وہمت اور صبر واستقلال کا عجیب وغریب مادّہ تھا۔ ان کا عزم کوہ پیکر اور ان کا جذبہ کوہ پیما ہوا کرتا تھا۔ ان کے ہاں منصوبہ بندی یا وسائل وذرائع کی حیثیت

محض ثانوی تھی۔ وہ اپنے عزم محکم اور یقین کامل کے ساتھ جب کسی ادبی منصوبہ کا تہیہ کر لیتے تو دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی دلیل ان کو نہ قائل کر سکتی تھی اور نہ وہ اپنے ارادے سے باز آتے تھے۔ انھوں نے اردو ڈرامے اور اسٹیج کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ ڈراما لکھنا اور اس کو پوری جزئیات اور نزاکتوں کے ساتھ اسٹیج پر پیش کرنا ایک غیر معمولی کارنامہ تھا۔ ڈرامے کی پیش کش کے لیے کرداروں کے لحاظ سے اداکاروں کا انتخاب، تلفظ کی اصلاح، لب ولہجہ کی درستگی، اسٹیج کرافٹ اور ہر چھوٹی چھوٹی چیز کو ملحوظ رکھنا یہ ان کا وصف خاص تھا، جس کی وجہ سے ان کے تمام ڈرامے شاہکار اور لاجواب ثابت ہوتے تھے۔ ان ڈراموں کا شہرہ پوری ریاست میں بلکہ ملک بھر میں ہوا۔ پتہ نہیں کتنے ادبی وتہذیبی پروگراموں کے انعقاد میں ان کی خدمات یادگار ہیں۔ انھوں نے تنہا وہ کر دکھایا جو کسی ایک فرد کے بس کی بات نہیں تھی۔ بلاشبہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

ان کی شخصیت کثیر الجہات اور جامع الکمالات تھی۔ ان کی شخصیت کو ان کے تعلقات و روابط کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ ہر مکتب فکر اور ہر مذہب وملت کے لوگ ان کے متعلقین و منتسبین میں شامل تھے اور وہ سب کے ساتھ اس طرح پیش آتے اور ایسا رویہ روا رکھتے کہ سب انھیں اپنا سمجھتے۔ ان کے اخلاق عالی، کشادہ ظرفی اور خلوص ومحبت کی مہک محسوس کرتے اور دل سے اعتراف کرتے تھے۔ صرف اپنے حلقہ احباب ہی میں نہیں بلکہ اغیار میں بھی بریشم کی طرح نرم، خلیق اور شفیق تھے۔ صفی صاحب کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ اس کے ہر پہلو کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

اردو زبان وادب کے لیے انھوں نے ایسی قربانیاں دیں کہ نہ اپنی پروا کی اور نہ ہی کسی قسم کا دریغ کیا، اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ عظیم الشان پیمانے پر ادبی پروگراموں کے انعقاد اور انتہائی شان دار طریقے پر اردو ڈرامے اسٹیج کرتے ہوئے، صفی صاحب نے کڈپہ میں ایک منفرد اور باوقار ادبی، تہذیبی اور ثقافتی ماحول بنایا۔ یہی وہ ماحول ہے جس نے کڈپہ میں شعروادب، اردو اسٹیج کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ صفی صاحب جیسے اساطین شعروادب کی بے لوث خدمات کی بدولت آج کڈپہ کو ایک ادبی مرکز ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

یوسف صفی کی شخصیت کا سب سے اہم پہلو ان کا خلوص اور بے لوث ادبی سروکار ہے۔ انھوں نے ادبیات کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا تھا، اس کی وجہ سے ان کے فکر ونظر میں وسعت

اور گہرائی پیدا ہو گئی تھی۔ شعر و ادب، اسلامیات، اور مذاہب عالم ان کی دل چسپی کے خاص موضوعات تھے۔

سید یوسف صفی نے اپنی حیات مستعار میں جو ادبی کام کیا، بلاشبہ قابل صد ستائش و تحسین ہے۔ شاعری، ڈراما، مضامین وغیرہ کی صورت میں ان کے فکر و فن کا سرمایہ بے شک بڑا وقیع تھا، لیکن اتنا ہی بدنصیب بھی کہ اس سرمائے کا زیادہ تر حصہ خود صفی صاحب کی بے نیازی کا شکار ہو گیا۔ مطبوعہ کتابوں کے علاوہ بہت سا سرمایہ مرور ایام کی نذر ہو کر ضائع بھی ہو گیا جس میں چند اہم ڈرامے، کلام اور دیگر تحریریں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔

''لہجے'' کی اشاعت (۱۹۷۴ء)، جدید اردو شاعری میں، خصوصاً رائل سیما کی ادبی دنیا میں ایک سنگ میل ہونے کا وقار و اعتبار رکھتی ہے۔ لہجے کے شعرا میں ڈاکٹر ساغر جیدی، ڈاکٹر راہی فدائی، عقیل جامد اور اشفاق رہبر کے ساتھ سید یوسف صفی بھی شامل ہیں۔ چار شاعر دوستوں کی منتخب غزلیں اور یوسف صفی کی نظمیں اس مشترکہ مجموعہ کلام کی زینت ہیں۔ یوسف صفی اپنے دیگر رفقا سے اس طرح الگ تھے کہ انھوں نے روش عام سے ہٹ کر راہ نکالی اور اپنے اظہار کے لیے غزل کے بجائے نظم کو ترجیح دی۔ حالاں کہ انھوں نے غزلیں اور رباعیات بھی کہیں لیکن وہ لہجے میں شامل نہیں ہیں۔ انھوں نے ایک مرتبہ کہا بھی تھا کہ لہجے میں نظمیں شامل کرنے کا فیصلہ خود ان کا اپنا تھا۔

صفی صاحب ایک مجلسی آدمی تھے۔ گھنٹوں گفتگو کرتے اور مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال کرتے لیکن نہ وہ تکان محسوس کرتے اور نہ ان کے مخاطبین کو بوریت کا احساس ہوتا۔ ان کی گفتگو میں علمی و ادبی نکات اور ان کے مطالعے کا نچوڑ شامل ہوتا۔ وہ اکثر اپنی مجلس میں مشاہیر ادب اور ان کی کتابوں پر گفتگو کرتے اور نوجوانوں کو مطالعے کی ترغیب دیتے۔ اپنی گفتگو میں ادبی موضوعات، ادبی شخصیات اور کتابوں پر بے لاگ تبصرہ، عادلانہ تجزیہ اور منصفانہ رائے کا اظہار کرتے اور اپنے موقف پر دلائل پیش کرتے۔

مجھے یوسف صفی مرحوم کی شخصیت کا جو پہلو سب سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے، وہ ان کا اردو ادب اور اپنے شہر کے ادبی ماحول کے لیے انتہائی مخلصانہ کردار ہے۔ کڈپہ کے ادبی ماحول اور اپنے دوستوں کے درمیان رہنے کو انھوں نے ہمیشہ ترجیح دی۔ تا آں کہ وہ اپنی ریلوے

کی ملازمت سے بھی مستعفی ہو گئے۔ شہر کڈپہ کی تہذیبی وثقافتی تاریخ ان کے تذکرہ کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہوسکتی۔ انھیں اپنے شہر سے بے پناہ محبت تھی اور وہ اس کے علمی وادبی فروغ اور تہذیبی وثقافتی ترقی کے دل سے خواہاں تھے۔ اپنے شہر کے لیے، شہر والوں کے لیے ادبی، سماجی وثقافتی اور رفاہی وفلاحی خدمات کا یہ سلسلہ تاحیات جاری رہا۔

سید یوسف صفی نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں، وہ کڈپہ کا ایسا ماحول تھا جس میں علم وادب کی صالح اقدار اور روایات رچی بسی ہوئی تھیں۔ گرامی قدر علما، صوفیہ، شعرا و ادبا کی بدولت شہر کڈپہ کو ایک اہم علمی ادبی مرکز کا مقام حاصل تھا۔ گھر کا ماحول بھی علمی وادبی تھا جہاں اخلاقی اقدار سب سے اہم مقام رکھتے تھے۔ صفی صاحب کے والد ماجد سید جمال اللہ اور والدہ ماجدہ زینب بی بی کے فیض تربیت اور اساتذہ کی شفقت ومحبت نے ان کی شخصیت کی تعمیر میں اہم رول ادا کیا۔ قابل اساتذہ کی نگاہوں نے ان کی شخصیت میں پوشیدہ جوہر کو دیکھ لیا تھا۔ ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں ان کے اساتذہ نے جو دلچسپی لی تھی، ہمیشہ اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم داؤد صاحب اسکول میں ہوئی تھی، اس کے بعد وہ مسلم ہائی اسکول کڈپہ میں داخل ہو گئے۔ اسکول کے شاندار ماحول اور اساتذہ کی شفقتوں کا تفصیلی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ لائبریرین عبدالرحیم صاحب کا تذکرہ کرتے تھے کہ وہ بچوں کو مطالعہ کی ترغیب دیتے تھے۔ شخصیت سازی کے ضمن میں، جناب لعل خان ادیب اور ان کے فرزند ظفر خان صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے جو صفی صاحب کے مطالعہ کے لیے اپنی کتابیں مستعار دیا کرتے تھے۔

صفی صاحب کو اسکول کے زمانے سے ہی ڈراموں سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی، اسکول میں کھیلے جانے والے ڈراموں میں چھوٹے موٹے کردار بھی کرتے تھے۔ شعر گوئی کی جانب رجحان کو دیکھ کر ان کے استاذ کوثر نوید نیلوری نے انھیں غزل گوئی کی ترغیب دلائی۔ ان کے دوستوں میں غیاث اقبال بھی تھے جو جلال کڈپوی کے فرزند تھے۔ ان کے علاوہ ان کے اسکولی دوستوں کا حلقہ بھی ادبی ذوق اور ادب سے مناسبت رکھتا تھا۔ اس دور کا یہ شعر یوسف صفی کے شعری ذوق اور رنگ سخن کا آئینہ دار ہے:

عصر نو کی یہ بلندی دیکھیے
آدمی ہے چاند تک پہنچا ہوا

یوسف صفی نے کبھی اپنے اصولوں پر سمجھوتا نہیں کیا۔ اپنے اصولوں پر زندگی گزاری اور اس پر مطمئن رہے کہ انھوں نے نہ کبھی اپنے وقار کے خلاف کوئی کام کیا اور نہ ہی اپنی شخصیت کو مجروح ہونے دیا۔ چھوٹوں پر شفقت ان کے مزاج کا خاصہ تھا۔ وہ ہمیشہ لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق مشورے دیا کرتے۔ انھوں نے کئی لوگوں کو اپنے ڈراموں میں موقع دیا اور پھر ان لوگوں کی بہترین اداکاری سے ثابت بھی ہوا کہ وہ مردم شناس تھے اور پتھر کو تراش کر ہیرا بنانے کے ہنر میں یکتائے زمانہ تھے۔ ہمت افزائی' قدر شناسی کرتے ہوئے اپنے نوجوان ساتھیوں کا حوصلہ بڑھانا اور ان کی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کسی بھی قسم کی مدد سے دریغ نہ کرنا' ان کی اہم خصوصیت تھی۔ کڈپہ میں اردو اسٹیج کے بے شمار فن کار معترف ہیں کہ انھوں نے صفی صاحب سے بہت کچھ سیکھا۔

سید یوسف صفی' اردو کلچرل اینڈ لٹریری ایسوسی ایشن کے بانیوں میں سے تھے' اس انجمن کے صدر تھے۔ اس ادارے کے تحت کئی پروگرام منعقد کیے۔ اہم علمی ادبی' تاریخی موضوعات پر' مذاکروں اور سیمیناروں کا انعقاد کیا۔ ایسے پروگرام ہر سال میں دو ایک مرتبہ تو ضرور ہوا کرتے اور نہایت ہی شان دار پیمانے پر ہوتے تھے۔ یہ سب محض وقت گزاری کے پروگرام یا رسمی سمینار نہیں بلکہ ادبی جشن ہوا کرتے تھے۔ مختلف نشستوں میں مذاکرے اور ادبی و ثقافتی پروگراموں کے ساتھ ایک عظیم الشان اجلاس عام بھی منعقد ہوتا۔ اجلاس عام میں نئی کتابوں کی رسم اجرا انجام دی جاتی اور اکثر وبیش تر اعتراف خدمات اور تحسین فن کے تحت شعرا' ادبا اور اردو اساتذہ کی تہنیت گزاری کی جاتی تھی۔ رات میں ڈراما کی پیش کش ہوتی۔ مقتدر ادبی شخصیات کو مدعو کیا جاتا تھا۔ ان پروگراموں کے انعقاد میں پروفیسر قاسم علی خان' ڈاکٹر سید اقبال خسرو قادری' جناب سید ہدایت اللہ اور سید افتخار جمال وغیرہ ان کے شریک وسہیم ہوتے۔ مجھ بے بضاعت پر بھی صفی صاحب کی نظر عنایت اور چشم التفات بنی رہی۔ کئی مرتبہ نہ صرف مقالہ پڑھنے کا موقعہ دیا بلکہ اپنی محبتوں' عنایتوں اور مشوروں سے نوازا۔ وہ مجھ پر بڑے شفیق تھے۔ میرے والد ماجد سید محمد اللہ ضیاء بختیاری صاحب کے ان سے قدیم مراسم اور برادرانہ تعلقات تھے' اس بنا پر وہ مجھے اپنا بھتیجا کہا کرتے تھے۔ ۲۰۰۶ء میں میری کتاب ''ڈاکٹر ساغر جیدی کی دوہا گوئی'' کا سرورق' ڈاکٹر سید اقبال خسرو قادری صاحب کی کرم فرمائی سے صفی ڈیجیٹلس

ہی میں بنا۔ چھوٹوں پر ان کی شفقت کا عجیب انداز تھا۔ طبیعت کی ناسازی کے باوجود ادبی پروگراموں میں شرکت کے لیے آمادۂ سفر ہوتے۔ شعبۂ اردو ایس۔وی۔یونی ورسٹی تروپتی میں مشاعرہ ہو سمینار ہو یا کوئی ادبی پروگرام وہ ضرور شرکت فرماتے۔ ہمارے ہاں گورنمنٹ ڈگری کالج، رائے چوٹی میں، جنوبی ہند میں اردو فکشن کے موضوع پر ایک سمینار منعقد ہوا تو ہماری درخواست پر آپ نے شرکت فرمائی اور بصیرت افروز خطاب سے نوازا تھا۔ ذرہ نوازی، سرپرستی اور کرم گستری ان کی شخصیت کے اوصاف حمیدہ تھے۔

مجھے ان کے کئی ڈراموں میں ناظر کی حیثیت سے شرکت کرنے کا افتخار حاصل ہے۔ اسٹیج پر ان کے قریب موجود رہنے اور ان کے تاثرات کو دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اسٹیج پر ڈرامے کی پیش کش کے دوران ان کی حالت ایسی ہوتی جیسے کسی نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہو اور خود بھی تماشائی بن کر تماشا دیکھ رہا ہو۔ ڈرامے کے دوران کسی اداکار کے غلط تلفظ یا مکالمے کی ادائیگی میں بھول چوک پر ناراض بھی ہوتے لیکن ان کی خوش قسمتی تھی کہ انھیں ڈراموں کی پیش کش کے لیے ان کے ہونہار فرزند جناب سید افتخار جمال بحیثیت ہدایت کار مل گئے۔ اب تمام ڈراموں کی ہدایت کاری اور انتظام وہی سنبھالنے لگے۔ کڈپہ کے وائی۔ایس۔آر آڈیٹوریم، منسپل اردو ہائی اسکول اور نیک نام خان کلا چھیترم میں کئی ڈرامے اسٹیج کیے گئے اور آج بھی ان کی یادیں دل و دماغ میں تازہ ہیں۔ شعبۂ اردو، حیدرآباد سنٹرل یونی ورسٹی میں ادبی پروگرام ''تخلیق'' کے ضمن میں، شعبہ اردو کی فرمائش پر یوسف صفی صاحب کا مشہور و مقبول ڈراما ''خواب پتھر میں'' اسٹیج پر پیش کیا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے ان کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ ایک عظیم تخلیق کار کی سادگی، حسن اخلاق اور اپنے حسن سلوک اور مشفقانہ برتاؤ کو میں نے نہایت قریب سے دیکھا۔ ان کے حسن اخلاق اور کردار کی عظمت کے نقوش میرے دل پر مرتسم ہیں۔ میرے خیال میں وہ ایک ایسے تخلیق کار تھے جن کو دیکھنا، جن سے ملاقات کرنا اور گفتگو سننا ایک اعزاز سے کم نہیں۔

اسی طرح، آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کے زیر نگرانی منعقدہ جشن (۲۰۱۷ء) میں، کرنول کے عثمانیہ کالج آڈیٹوریم میں جب یہ ڈراما پیش کیا گیا تو اس میں بھی مجھے ان کے ساتھ ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ میک اپ روم میں انھیں اس بات کی فکر لاحق تھی کہ کردار ڈرامے کی پیش کش میں کہیں کوئی تساہل نہ کریں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ سگریٹ پہ سگریٹ

پھونکے جا رہے تھے۔ جناب سید افتخار جمال کی ہدایت کاری میں پیش کیا گیا یہ ڈراما جب شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوا' تب کہیں جا کر انہیں اطمینان میسر آیا۔

ڈراما ''شیر دکن ٹیپو سلطان'' کی پیش کش کے موقع پر میں' وقت سے بہت پہلے آڈیٹوریم پہنچ چکا تھا۔ میں نے بھی محسوس کیا اور ان کی تشویش بھی بجا تھی کہ ناظرین کی صرف ایک قلیل تعداد موجود ہے' جب کہ ڈراما شروع ہونے میں کچھ ہی دیر باقی ہے۔ تاہم یہ بات اطمینان بخش تھی کہ جیسے ہی ڈراما شروع ہونے والا تھا' سینکڑوں کی تعداد میں لوگ پہنچ گئے۔ پورا آڈیٹوریم ایسے بھر گیا کہ نشستیں کم پڑ گئیں اور لوگ کھڑے ہو کر ڈراما دیکھتے رہے۔

سید یوسف صفی کا نظریۂ حیات نہایت واضح تھا۔ وہ حرکت و عمل پر اور مکافات عمل پر ایقان رکھتے تھے۔ انھوں نے ہمیشہ اپنا نقطہ نظر صاف رکھا۔ اس دنیا میں جہاں مفادات حاصلہ سب سے مقدم ہیں' سب اپنے مقصد کے حصول میں لگے ہوئے ہیں' ایسے میں یوسف صفی صاحب کا وتیرہ مزاج بے لوثی تھا۔ وہ کسی بھی مفاد یا کسی منفعت سے ماورا رہتے اور محض اپنے ذوق کی تسکین کے لیے مکمل یکسوئی کے ساتھ ادب کی تخلیق پر ایقان رکھتے تھے۔

ان کی نظر ایک تخلیق کار کی نظر تھی' وہ ہر چیز کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتے۔ انھوں نے دنیا کو خوب دیکھا' ہر رنگ میں' ہر انداز میں اور ہر زاویہ نظر سے انھوں نے دنیا دیکھی' اور دنیا کی حقیقت سے باخبر تھے۔ زندگی کی ہر اونچ نیچ کا گہرائی سے مشاہدہ کیا' ہر تجربے سے ان کا سامنا ہوا۔ ان کا مطالعہ وسیع تھا' ہمیشہ انہماک کے ساتھ مطالعہ کرتے اور ان کی یہ خاصیت تھی کہ وہ اپنے مطالعے کو ضبط ذہن رکھتے۔ نہ جانے کتنے اشعار انھیں ازبر تھے' برمحل اشعار کا استعمال کرتے تھے۔ یوسف صفی صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو بہت اہم ہے کہ وہ ہمیشہ ایک تخلیق کار کی حیثیت سے متحرک اور سرگرم رہے۔ تا حیات ان کا ادبی سروکار جاری رہا۔ ان کا تخلیقی ذہن ہمیشہ انھیں تخلیقی ارتکاز پر آمادہ رکھتا۔

اپنی حیات کے آخری دنوں میں بھی ایک پراجکٹ پر کام کر رہے تھے۔ ان کی تمنا تھی کہ دکن کی مشہور ادبی روایت ''چندر بدن مہیار'' کے پس منظر میں ایک ڈراما تخلیق کیا جائے۔ چندر بدن مہیار کے قصے کو بہت سے دکنی شعرا نے موضوع بنایا ہے اور صوفیانہ مثنویاں بھی کہی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے تحقیق اور مطالعہ بھی شروع کیا تھا لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

گزشتہ چند برسوں سے، جب سے سماجی رابطے کی سہولتیں میسر آئیں اور اردو کے لوگ بھی سوشیل میڈیا پر سرگرم ہوئے، یوسف صفی مرحوم بھی فیس بک اور واٹس ایپ پر تشریف لائے۔ انھوں نے فیس بک پر اپنے تبصروں اور آرا کے ذریعے ایک انفرادی شناخت حاصل کی۔ اردو دنیا کی بہت سی شخصیات، شعرا، ادبا، صحافی اور دانشور، صفی صاحب سے رابطے میں رہا کرتے تھے۔ ان سے رہنمائی حاصل کرتے اور مشورہ طلب ہوتے۔ ان کے تبصرے بڑے جامع اور عمدہ ہوتے تھے۔ علامہ اعجاز فرخ صاحب قبلہ کی تحریروں کو میں جب بھی فیس بک پر شیئر کرتا تو سب سے پہلا تبصرہ سید یوسف صفی صاحب ہی کا ہوا کرتا تھا۔ خود علامہ اعجاز فرخ نے کئی مرتبہ فون پر رابطہ کیا اور ان تبصروں پر گفتگو فرمائی تھی۔ جب علامہ صاحب کی کتاب ''مرقع حیدرآباد'' شائع ہوئی تو میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ایک نسخہ پیش کیا۔

صفی صاحب ہمارے ساتھ کئی واٹس ایپ گروپوں میں شامل تھے۔ علاقائی شعرا کے واٹس ایپ گروپ ''شعرائے رائل سیما'' میں بھی شامل تھے، بلکہ ہمارے سرپرست تھے۔ گروپ میں شعری محاسن و معائب پر سیر حاصل گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ہر فرد اپنے کلام کو تبصرے کے لیے بلکہ تنقید کے لیے پیش کرتا تھا۔ گفتگو کے دوران صفی صاحب کا تجزیہ اور رائے بہت اہمیت کی حامل ہوا کرتی تھی۔ گفتگو میں اگر کبھی تلخی پیدا ہو جاتی تو صفی صاحب تنبیہ کیا کرتے۔ محاسن شعری پر داد دیتے، دعاؤں سے نوازتے اور گروپ کی گفتگو پر بڑی گہری نظر رکھتے۔ کوئی بات اگر نامناسب سمجھتے تو فوراً فون کرتے اور مناسب مشورے سے نوازتے۔ حیدرآباد کے واٹس ایپ گروپ ''اردو کلچر'' کے بھی وہ رکن رکین تھے۔

صفی صاحب کثیر العیال تھے اور سب سے اہم بات یہ کہ ان کے تمام فرزندان ان کے نیاز مند اور مطیع و فرماں بردار تھے۔ ان کے حکم سے سرِ مو تجاوز نہ کرنے والے تھے۔ فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہو جاتی تھی۔ ان کے بڑے فرزند سید افتخار جمال، نہ صرف گھر کے معاملات میں بلکہ ادبی ثقافتی خدمات میں بھی ہمیشہ ان کے دست راست بنے رہے۔ انھوں نے اپنے والد ماجد سے انٹرویوز کا ایک سلسلہ بھی شروع کیا تھا ''باادب'' کے نام سے یوٹیوب چینل ''آئی - جے'' پر موجود ہے۔

عزم و حوصلہ، ہمت و شجاعت اور استقلال مزاجی کی بدولت وہ ہمیشہ حالات سے

نبرد آزما ہے۔ بیماری کو بھی مات دیتے رہے۔اہلیہ محترمہ کے علاج کے سلسلے میں انھیں بار ہا سی-ایم-سی اسپتال' ویلور جانا پڑتا تھا۔ایک دو برس قبل ایک حادثے میں ان کے پیر پر چوٹ آئی اور غالباً ایک مہینے تک انھیں گھر تک ہی محدود رہنا پڑا' لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری۔ ان کی ہمت کے آگے خود مرض بھی شکست خوردگی کے اعتراف پر مجبور ہو جاتا تھا۔ایک مرتبہ شدید علیل ہوئے' تمام متعلقین اور احباب پریشان ہو گئے لیکن انھوں نے عزم و ہمت سے کام لیا' بیماری کو شکست دی اور صحت یاب ہو گئے۔

اس مختصر تحریر میں یوسف صفی مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور ان کے کمالات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ میرے اپنے چند ذاتی تاثرات ہیں۔ ان کی باتوں اور ان کی یادوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ان کے مشورے' دعائیں اور ان کی باتیں ہمیشہ یاد آتی ہیں۔ ان کا طرز تخاطب' گفتگو کا لب و لہجہ، ان کا انداز فکر و نظر صرف ان ہی کا خاصہ تھا۔اب ایسا کوئی کہاں سے لائیں جسے ان جیسا کہہ سکیں! وہ تو ہماری یادوں میں ہمیشہ روشن اور زندہ رہیں گے۔

رب کریم ان کے درجات بلند فرمائے! ان کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے! آمین!

اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

یوسف صفی صاحب کے چاہنے والوں کی خدمت میں

ہدیہ تشکر

ادارہ دبستان

ودیانگرا یجوکیشن ٹرسٹ : اردو والے

کڈپہ کے اردو دوست احباب

Statement of ownership and other particulars pertaining to Dabistan Quarterly (Urdu)
(Form IV Rule 8)

1. Place of Publication	:	Kadapa A.P.
2. Periodicity	:	Quarterly
3. Printer's Name	:	Syed Iftekhar Jamal
Nationality :		Indian
Address :		8-109, Ravindranagar KADAPA-516003 A.P
4. Publisher's Name	:	Syed Iftekhar Jamal
Nationality :		Indian
Address:		8-109, Ravindranagar KADAPA-516003 A.P
5. Editor's Name	:	Dr. Iqbal Khusro Qadri
Nationality :		Indian
Address:		77-106-2, Ahmadiya Nagar KADAPA-516005 A.P
6. Name and Address of Individuals who own the Newspaper and Partners or Shareholders, holding more than one percent of the total capital.		Syed Iftekhar Jamal 8-109, Ravindranagar KADAPA-516003 A.P.

I, Syed Iftekhar Jamal hereby declare that the particulars furnished above are true to the best of my knowledge and belief.

Dated: 13th March 2020 **Sd./ Syed Iftekhar Jamal**

Dabistan Quarterly
Vol.X | Issue.1-to-4 | Apr.19-Mar.20

RNI No. APURD/2010/35312
ISSN 2231-5551
Price Per Copy ₹ 100=00

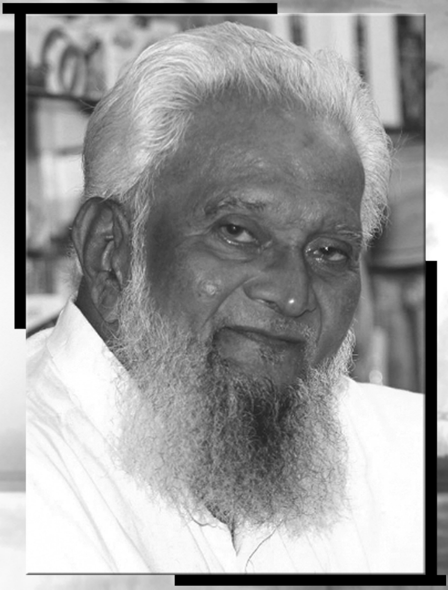

Owner,Printer,Publisher : Syed Iftekhar Jamal. Printed at : Kwality Printers
19-579-A, Ahmed Saheb Street, Kadapa-516001 (A.P). Published at :
19-601-1, Hauz Street, Kadapa-516001 (A.P) Editor : Dr. Iqbal Khusro Qadri.